# فقہی تفاسیر کا آغاز و ارتقاء

—— پروفیسر ڈاکٹر محمد طفیل ہاشمی ——

قرآن حکیم کا موضوع انسان ہے اور اس کے نزول کا مقصد بنی نوع انسان کو ایک ایسا اسلوب حیات فراہم کرنا ہے جو اسے ماضی کے غم اور مستقبل کے اندیشوں سے آزاد کر دے۔ جو ایک طرف بندے اور خالق کے تعلق کو استوار کرے تو دوسری طرف بندوں کے باہمی تعلقات کے لئے ایسی بنیاد فراہم کرے جو خوشگوار معاشرتی زندگی کی ضامن ہو۔ اس مقصد کے حصول کے لئے قرآن حکیم نے قانونی اور اخلاقی دونوں طرح کی تعلیمات دی ہیں تاکہ انسان کی تربیت کر کے اسے شعوری طور پر آمادہ کیا جائے کہ وہ آزادانہ رضامندی سے قوانین کی پابندی کرے۔

قرآن حکیم کا معتد بہا حصہ اسلامی قوانین کے لئے اصل الاصول کی حیثیت رکھتا ہے۔ قرآن نے کہیں تو قانونی ضابطے مقرر کر کے تفریعات کی ذمہ داری حاملین قرآن میں سے اہل علم پر ڈال دی اور کہیں جزئی قوانین دے کر رہنمائی کی کہ ان سے اصول و کلیات کا استخراج کیا جائے۔

## فقہی تفسیر عہد صحابہ رضی اللہ عنہم میں :

قرآن حکیم اگرچہ فقہ و قانون کی کتاب نہیں ہے' تاہم اس میں خاصی بڑی تعداد میں مسائل فقہیہ کا حل موجود ہے۔ عہد نبویؐ میں یہ سہولت موجود تھی کہ جن پیش آمدہ مسائل کے بارے میں قرآن حکیم میں حکم موجود نہ ہو تا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان کا حکم معلوم کرنے کے لئے براہ راست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رجوع کر لیتے تھے۔ آپؐ کے وصال کے بعد جب یہ سہولت باقی نہ رہی تو نئے پیش آمدہ حوادث و وقائع کا حل معلوم کرنے کے لئے آیات قرآنی میں غور و خوض کرنے اور اجتہاد و استنباط کے ذریعے مسائل کا حل دریافت

کرنے کا سلسلہ شروع ہوا۔ نتیجتاً کبھی ایسا ہوتا کہ ان میں اختلاف رونما ہو جاتا لیکن صحابہؓ کا اختلاف کسی ذاتی غرض یا خود رائی پر مبنی نہیں تھا بلکہ تدبر و اجتہاد اور تفکر و استنباط مسائل میں فطری تفاوت اس اختلاف کا سبب تھا۔ ان اختلافات کو ذیل کی مثالوں سے سمجھا جاسکتا ہے :

۱) ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا اور اس کا مہر مقرر نہیں کیا۔ پھر خلوت صحیحہ سے پہلے ہی اس شخص کا انتقال ہو گیا۔ اس عورت کو کس قدر مہر ملے گا؟ اس مسئلہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا فتویٰ یہ ہے کہ وہ مہر مثل کی حق دار ہو گی اور ان کی دلیل اسی طرح کے ایک معاملے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ ہے جو قبیلہ اشجع کے ایک صاحب معقل بن سنان نے روایت کیا ہے، جبکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کو میراث میں سے حصہ ملے گا لیکن وہ مہر کی حق دار نہ ہو گی۔ انہوں نے موت کو طلاق پر قیاس کرتے ہوئے اس آیت سے استدلال کیا ہے :

﴿ لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ مَالَمْ تَمَسُّوْهُنَّ اَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ فَرِيْضَةً ﴾ (البقرۃ ۲ : ۲۳۶)

"تم پر کوئی مواخذہ نہیں اگر تم بیویوں کو ایسی حالت میں طلاق دے دو کہ نہ تو تم نے انہیں ہاتھ لگایا اور نہ ان کے لئے مہر مقرر کیا ہو۔"

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کتاب اللہ کے اس حکم کے مقابلے میں قبیلہ اشجع کے ایک بدو کی روایت قبول نہیں کی جاسکتی۔[1]

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے فتویٰ کی بنیاد قرآن حکیم کی آیت پر رکھی جب کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے حدیث نبویؐ کو بنیاد بنایا۔ ابن مسعودؓ نے صریح حدیث کو ترجیح دی جبکہ حضرت علیؓ نے قرآنی آیت سے استدلال کرتے ہوئے غیر فقیہ صحابی کی خبر واحد کو قابل استناد نہیں سمجھا۔

۲۔ قرآن حکیم نے مطلقہ حاملہ کی عدت وضع حمل بتائی ہے :

﴿ وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ﴾

(الطلاق ۶۵ : ۴)

"اور حمل والیوں کی عدت وضع حمل ہے۔"

اور جس عورت کا شوہر مرجائے اس کی عدت چار ماہ اور دس دن ہے :

﴿ وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ﴾ (البقرة ۲ : ۲۳۴)

"تم میں سے جو لوگ وفات پا جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں تو وہ عورتیں اپنے آپ کو چار ماہ دس دن تک روکے رکھیں۔"

لیکن اگر کوئی ایسی عورت ہے جو حاملہ ہے اور اس کا شوہر وفات پا جاتا ہے تو اس کی عدت کیا ہوگی؟ وضع حمل یا چار ماہ دس دن؟ قرآن حکیم اس بارے میں خاموش ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مطلقہ پر قیاس کرتے ہوئے اس کی عدت وضع حمل قرار دی ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے احتیاط کا پہلو ملحوظ رکھتے ہوئے اَبعد الاجلین یعنی دونوں مدتوں میں سے بعد میں پوری ہونے والی کو اس کی عدت قرار دیا ہے۔ (۲)

۳۔ اگر کوئی شوہر اپنی بیوی سے ایلاء کرتا ہے [ایلاء کا مطلب یہ ہے کہ شوہر قسم کھالیتا ہے کہ وہ چار ماہ یا اس سے زائد عرصے کے لئے بیوی کے حقوق زوجیت ادا نہیں کرے گا] اور چار ماہ گزر جاتے ہیں تو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے مطابق عورت پر خود بخود طلاق بائن واقع ہو جائے گی جبکہ دیگر صحابہ کی رائے میں چار ماہ گزرنے کے بعد شوہر کو مجبور کیا جائے گا کہ وہ طلاق دے یا رجوع کرے۔ ایلاء سے متعلق قرآن حکیم کی آیت میں دونوں معانی کا احتمال موجود ہے' جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے :

﴿ لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ فَاِنْ فَآءُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ وَاِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ○ ﴾ (البقرة ۲ : ۲۲۶)

"جو لوگ اپنی بیویوں کے پاس نہ جانے کی قسم کھالیتے ہیں ان کے لئے چار ماہ کی مہلت ہے' سو یہ لوگ اگر رجوع کر لیتے ہیں تو اللہ غفور و رحیم ہے۔ اور اگر طلاق کا عزم کر لیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ سننے والا اور جاننے والا ہے۔"

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی رائے کی بنیاد اس بات پر ہے کہ چار ماہ گزرنے پر بھی شوہر

نے اگر رجوع نہیں کیا تو اس نے عملاً اس امر کا اظہار کر دیا ہے کہ اس کا طلاق دینے کا عزم بدستور ہے' پس وہ خود بخود طلاق ہو جائے گی' جبکہ دیگر صحابہ کی رائے میں چار ماہ گزرنے پر شوہر کو دونوں اختیار دیئے گئے ہیں کہ وہ رجوع کرے یا طلاق دے دے۔ البتہ بیوی کو کس مپرسی کے عالم میں معلق نہیں چھوڑ سکتا' کوئی نہ کوئی فیصلہ کرنا ضروری ہے۔

۴۔ صحابہ کرامؓ میں اس بناء پر بھی تفسیری اختلاف رونما ہوا کہ قرآن حکیم میں استعمال ہونے والا لفظ دو مختلف معانی کا احتمال رکھتا تھا۔ اس کی مثال قُرُوء کا لفظ ہے' جو قَرْء کی جمع ہے اور طہر اور حیض دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ چنانچہ اسی لغوی اختلاف کی وجہ سے آیہ مبارکہ :

﴿ وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْءٍ ﴾

(البقرۃ ۲ : ۲۲۸)

"مطلقہ عورتیں تین قروء (طہر یا حیض) اپنے آپ کو روکے رکھیں۔"

میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے قروء سے حیض مراد لیا ہے اور ان کے بقول مطلقہ اپنی عدت سے اس وقت فارغ ہوگی جب کہ وہ تیسرے حیض سے پاک ہو جائے' جب کہ حضرت زید بن ثابتؓ نے قُرُوء سے طہر مراد لیا ہے اور ان کی رائے میں تیسرا حیض شروع ہوتے ہی عدت ختم ہو جائے گی۔ (۳)

اس اختلاف کی وجہ سے حضرت عمرؓ اور حضرت ابن مسعودؓ کے نزدیک (یہی حنفیہ کی رائے ہے) تیسرے حیض میں شوہر طلاق سے رجوع کر سکتا ہے۔ اس دوران میں عورت کا نان نفقہ اور رہائش کے اخراجات شوہر کے ذمہ ہوں گے اور عورت دوسری جگہ نکاح نہیں کر سکے گی۔ اس دوران میں مرد مطلقہ بیوی کی بہن سے نکاح نہیں کر سکے گا۔ جب کہ حضرت زید بن ثابتؓ کے نزدیک مذکورہ بالا تمام حقوق و فرائض ختم ہو جاتے ہیں کیونکہ عدت ختم ہو گئی ہے۔

۵۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد حکومت میں جب دریائے دجلہ اور فرات کا درمیانی زرخیز ترین علاقہ جسے سواد عراق کہتے ہیں فتح ہوا تو اس کی زمینوں کے بارے میں اختلاف

ہوا۔ مجاہدین کی ایک معتد بہ تعداد کی رائے یہ تھی کہ ان کو مال غنیمت کے اس اصول کے تحت تقسیم کر دیا جائے جو قرآن حکیم میں مذکور ہے کہ : غنیمت کے پانچ حصے کر کے چار غازیوں میں تقسیم کر دیئے جائیں اور ایک مصالح عامہ کے لئے روک لیا جائے۔ (۴)

لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے یہ تھی کہ زمین وہاں کے رہنے والوں کے تصرف میں رہنے دی جائے اور ان پر خراج عائد کر دیا جائے۔ انہوں نے سورۃ الحشر کی آیات ۷ تا ۱۰ سے استدلال کیا۔ اس ضمن میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ زمینوں کی تقسیم کے حق میں تھے جب کہ حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت طلحہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم کی رائے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مطابق تھی۔ دونوں فریقوں کے پاس قرآنی دلیل موجود تھی۔ تاہم تین دن تک اس مسئلے پر بحث و تمحیص، دلائل و مشاورت کا سلسلہ جاری رہا اور آخر کار حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے پر اتفاق ہو گیا جسے نافذ کر دیا گیا۔ (۵)

ان مثالوں سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ فقہی تفسیر اور تفسیری اختلاف کا آغاز کبار صحابہ رضی اللہ عنہم کے عہد سے ہی ہو گیا تھا اور اس کے اسباب خالصتاً علمی اور تحقیقی تھے۔ مذکورہ بالا مثالوں سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پیش آمدہ مسائل کے حل کے لئے قرآن حکیم کی طرف رجوع کرتے اور قرآنی رہنمائی کی روشنی میں کوئی رائے قائم کرتے۔ ایسا نہیں تھا کہ پہلے ایک رائے قائم کر لیں اور پھر اپنی رائے کی تائید و حمایت کے لئے قرآن حکیم کی آیات سے استدلال کریں۔

عہد صحابہ میں تفسیر کی تدوین نہیں ہوئی، البتہ بعض صحابہ نے اپنے مصاحف ہی میں تفسیری الفاظ تحریر کر لئے تھے، جس کی مثالیں صحیح بخاری کی کتاب التفسیر میں دیکھی جا سکتی ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی طرف قرآن حکیم کی جو تفسیر منسوب ہے، وہ صاحب القاموس فیروز آبادی نے جمع کر کے ان کی طرف منسوب کر دی ہے ورنہ انہوں نے خود کوئی تفسیر مدون نہیں کی۔ نیز اس تفسیر کا سلسلہ سند .... محمد بن مروان السدی عن الطلبی عن ابی صالح عن ابن عباس محدثین کی اصطلاح میں "سلسلة الكذب" (جھوٹی سند) کہلاتا ہے۔ (۶)

## فقہی تفسیر عہد تابعین میں :

تابعین کے عہد میں مختلف اسلامی علوم میں تخصص کا رجحان پروان چڑھ رہا تھا۔ چنانچہ تابعین کی کثیر تعداد نے مشہور مفسرین صحابہ سے کسب فیض کیا اور اس دور میں مشہور تفسیری مکاتب وجود میں آئے، جن میں سے ایک مکہ، دوسرا مدینہ اور تیسرا کوفہ کی طرف منسوب ہوا۔

مکہ کا تفسیری مکتب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے شاگردوں پر مشتمل تھا، جن میں سعید بن جبیر، مجاہد، عکرمہ، طاوس بن کیسان اور عطاء بن ابی رباح شامل تھے۔

مدینہ کے تفسیری مکتب میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے استفادہ کرنے والوں کی اکثریت تھی اور ان میں ابو العالیہ، محمد بن کعب القرظی اور زید بن اسلم کو نمایاں مقام حاصل ہوا۔

عراق کا تفسیری مکتب حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا رہین منت ہے اور عراقی مکتب میں علقمہ بن قیس، مسروق، اسود بن زید، مرہ ہمدانی، عامر شعبی، حسن بصری، قتادہ بن رعامہ سدوسی نامور مفسرین تھے۔(۷)

مختلف علوم کی ترقی کے ساتھ ساتھ ان علوم کے مکاتب و مذاہب بھی معرض وجود میں آنے لگے۔ چنانچہ فقہاء صحابہ کے حلقہ تلامذہ میں آگے چل کر ائمہ فقہ کا ظہور ہوا جو اپنے اپنے مذاہب فقہیہ کے مؤسس اور بانی کہلائے۔ دورِ اجتہاد میں متعدد اہل مذاہب فقہاء ہو گزرے ہیں جن کی تحقیقات کا اندازہ ان کی اپنی تالیفات کے علاوہ امام بو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (م۲۷۹ھ) کی تالیف جامع ترمذی سے بھی ہوتا ہے، جو فقہاء کے مذاہب و اقوال بیان کرنے میں امتیازی حیثیت کی حامل ہے۔

## دو بڑے فقہی مذاہب :

فقہی مسالک کو بنیادی طور پر دو بڑے گروہوں میں تقسیم کیا گیا ہے :

۱۔ اہل سنت کے مذاہب

۲۔ شیعہ مذاہب

اہل سنت کے مذاہب میں مذہب حنفی، مذہب مالکی، مذہب شافعی، اور مذہب حنبلی کو زیادہ شہرت ملی، جب کہ مذہب اوزاعی، مذہب ظاہری اور مذہب طبری تقریباً متروک ہو گئے۔

شیعہ مذاہب کی تین شاخیں ہیں ـــــ جو شیعہ امامیہ، شیعہ زیدیہ اور شیعہ اسماعیلیہ کہلاتی ہیں۔(۸)

ائمہ مذاہب نے اپنے مذاہب کی بنیاد قرآن اور سنت پر رکھی۔ ہرچند کہ اہل سنت اور اہل تشیع میں ذخیرہ احادیث کے ردو قبول میں سلسلہ سند کی بنیاد پر اختلافات رونما ہو گئے لیکن اس بنیاد پر اتفاق پایا جاتا ہے کہ اسلامی قوانین کی اساس کتاب اللہ و سنت رسول ہیں۔ چنانچہ فقہی مذاہب کی تدوین کے اولین مراحل میں کتاب و سنت سے استنباط و استدلال کے سلسلے میں علماء کی ان تھک علمی اور مخلصانہ کوششوں نے مختلف مذاہب کو مدون و مرتب کرنے میں مدد دی۔ چنانچہ اُس دور میں احکام القرآن پر جو کتابیں مدون کی گئیں ان میں فقہی اور مسلکی تعصب کی آمیزش بہت کم ہے۔ اگرچہ یہ فطری امر ہے کہ ہر شاگرد پر اپنے استاد کے علم اور مسلک کی چھاپ ہوتی ہے، تاہم فقہی تفسیر کے تاریخی مراحل و ادوار کا جائزہ لینے سے یہ حقیقت کھل کر سامنے آتی ہے کہ نزول قرآن کے آغاز سے لے کر فقہی مذاہب کے قیام تک یہ تفسیر ذاتی اغراض اور مذہبی تعصب سے پاک رہی ہے۔ ائمہ فقہاء نے اس کی بنیاد طلب و تحقیق پر رکھی اور امام ابو حنیفہؒ، امام شافعیؒ اور دیگر ائمہ سے بصراحت ایسے اقوال مذکور ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ائمہ اپنی آراء کی بنیاد کتاب و سنت پر رکھتے تھے اور جب بھی جانب مخالف میں انہیں حق نظر آتا تو بلا تکلف اسے قبول کر لیتے، البتہ دورِ تقلید میں فقہی تفاسیر مختلف مذاہب کے زیر اثر تعصبات میں تقسیم ہوتی چلی گئیں۔

## فقہی تفسیر کی تدوین۔ تاریخی ارتقاء:

جس طرح اصول فقہ کی تدوین کے آغاز کا سہرا امام محمد بن ادریس الشافعیؒ کے سر ہے اسی طرح احکام القرآن پر پہلی تصنیف بھی امام شافعیؒ کی ہے، جو ہرچند کہ باقاعدہ

تصنیف نہیں ہے بلکہ امام ابو بکر احمد بن الحسین البیہقیؒ نے امام شافعیؒ کی مختلف تالیفات میں جن آیات سے فقہی مسائل کا استنباط کیا گیا تھا انہیں یکجا کر دیا' لیکن اس نے اس موضوع پر باقاعدہ تصانیف کی بنیاد ضرور رکھی ہے۔ (۹)

امام شافعیؒ کے معاصر علماء میں سے یحییٰ بن آدم بن سلمان الاموی (۲۰۳ھ) نے جو کوفہ کے ایک ثقہ محدث و فقیہ اور وسیع العلم عالم تھے' احکام القرآن مدون کی (۱۰)۔ نیز امام شافعیؒ کے شاگرد ابو ثور ابراہیم بن خالد بن ابی الیمان الکلبی البغدادی (م ۲۴۰ھ) نے جو فقہ و حدیث میں یگانہ روزگار سمجھے جاتے تھے' احکام القرآن کے نام سے کتاب لکھی۔ ابو ثور نے امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کے اختلافات کو بھی اپنی تحقیق کا موضوع بنایا اور امام شافعیؒ کے دفاع میں متعدد کتب تالیف کیں۔ (۱۱)

یحییٰ بن اکثم بن محمد بن قطن التمیمی (م ۲۴۲ھ) عباسی خلیفہ المامون کے وزیر اعظم اور المعتصم کے عہد میں بصرہ اور بغداد کے قاضی رہے۔ انہوں نے بھی احکام القرآن پر کتاب لکھی۔ ان کی تالیفات بہت عمدہ لیکن بہت طویل ہوتی تھیں۔ (۱۲)

ابو الحسن علی بن حجر بن ایاس السعدی المزدوی (م ۲۴۴ھ) ادیب' شاعر اور ثقہ حافظ حدیث تھے۔ متعدد کتابیں تالیف کیں جن میں احکام القرآن بھی شامل ہے۔ (۱۳)

اسماعیل بن اسحاق بن اسماعیل القاضی الازدی (م ۲۸۲ھ) عراق کے ایک ایسے علمی گھرانے کے چشم و چراغ تھے جو تین سو سال تک بے شمار متلاشیان علم و دانش کی پیاس بجھاتا رہا۔ اس گھرانے نے بڑے بڑے علماء اور اساطین امت پیدا کئے۔ عراق میں یہی گھرانا مالکی مذہب کی اشاعت کا باعث بنا۔ اسماعیل مشہور نحوی المبرد کے قریبی احباب میں سے تھے۔ بغداد' مدائن اور نہروانات کے قاضی تھے۔ پھر قاضی القضاۃ مقرر ہو گئے اور وفات تک اسی عہدے پر فائز رہے۔ انہوں نے مختلف دینی علوم پر گراں قدر تالیفات چھوڑی ہیں۔ ابن العربی نے احکام القرآن میں قاضی اسماعیل کی احکام القرآن سے بھرپور استفادہ کیا ہے' جبکہ ابو بکر جصاص رازی نے اپنی احکام القرآن میں جابجا اس پر تنقید کی ہے۔ بکر بن العلا القشیری نے مختصر احکام القرآن کے نام سے قاضی اسماعیل کی احکام القرآن کی تلخیص کی۔ (۱۴)

قاضی اسماعیل کے معاصر علماء میں احکام القرآن کو موضوع تحقیق بنانے والوں میں ابو العباس احمد بن المعزل العبدی البصری شامل ہیں جو مالکی مذہب کے عالم تھے۔ (۱۵)

اسی عہد کے ایک حنفی امام علی بن موسیٰ بن یزداد القمی (م ۳۰۵ھ) نے شافعیہ کے رد میں متعدد کتب تالیف کیں اور احکام القرآن کے نام سے بھی ایک کتاب مدون کی۔ (۱۶)

حنفیہ کے امام اور مشہور فقیہ ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامہ الطحاوی (م ۳۲۱ھ) نے جو مشہور شافعی عالم المزنی کے بھانجے اور شاگرد تھے 'فقہ شافعی میں مہارت حاصل کی' پھر حنفی ہو گئے اور حدیث و فقہ جیسے علوم پر انتہائی بلند پایہ کتب تالیف کیں۔ انہوں نے بھی احکام القرآن کے نام سے ایک کتاب مدون کی۔ (۱۷)

چوتھی صدی میں علماء ظواہر میں سے ابو الحسن عبداللہ بن احمد محمد بن المغلس (م ۳۲۴ھ) نے احکام القرآن کے نام سے ایک کتاب لکھی (۱۸)۔ غالباً انہی کے معاصر عالم ابو عمر حفص بن عمر نے بھی 'جو بصرہ کے محدثین میں شمار ہوتے تھے' احکام القرآن تالیف کی۔ (۱۹)

اندلس میں علمی سرگرمیوں کا آغاز مشرق کی نسبت دیر سے ہوا۔ چنانچہ قرطبہ کے پہلے عالم جنہوں نے احکام القرآن پر کتاب لکھی ابو محمد قاسم بن اصبغ بن محمد البیانی القرطبی (م ۳۴۰ھ) ہیں (۲۰)۔ ان کے ایک معاصر عالم منذر بن سعید ابو الحکم البلوطی القرطبی (م ۳۵۵ھ) اندلس کے مشہور فقیہ خطیب 'شاعر اور عالم تھے۔ اندلس کے متعدد علاقوں میں قاضی رہنے کے بعد قرطبہ میں قاضی القضاۃ کے مرتبے پر فائز ہوئے۔ انہوں نے علوم قرآن 'علوم حدیث اور رد اہل الہواء پر متعدد کتب تالیف کیں۔ احکام القرآن پر ان کی کتاب کا نام "الانباہ علی استنباط الاحکام من کتاب اللّٰہ" ہے۔ (۲۱)

ابو بکر احمد بن محمد جصاص الرازی (م ۳۷۰ھ) کی تالیف حنفی نقطۂ نظر سے احکام القرآن کی مستند کتاب ہے۔ (۲۲)

قرطبہ کے ایک اور عالم مکی بن ابی طالب حموش القیسی (م ۴۳۷ھ) عربی زبان و ادب اور تفسیر کے مستند عالم تھے۔ انہوں نے علوم قرآن کے مختلف پہلوؤں پر متعدد کتب تالیف کیں۔ ان کی ایک مشہور کتاب احکام القرآن کے نام سے معروف ہے۔ (۲۳)

فقہ شافعی کے مشہور امام ابو الحسن علی بن محمد الکیا الہراسی (م ۵۰۴ھ) نے احکام القرآن کے نام سے ایک کتاب مدون کی۔ الکیا الہراسی امام غزالی کے ہم درس تھے۔ (۲۴)

مالکی مذہب کے قاضی ابو بکر محمد بن عبد اللہ ابن العربی نے احکام القرآن کے نام سے ایک ضخیم کتاب مدون کی۔ (۲۵)

اندلس کے ہی ایک اور عالم عبد المنعم بن محمد بن عبد الرحیم الخزرجی (۵۹۹ھ) اندلس میں عدلیہ اور انتظامیہ کے مختلف عہدوں پر فائز رہے۔ انہوں نے احکام القرآن کے نام سے ایک کتاب مرتب کی۔ (۲۶)

ابو عبد اللہ قرطبی (م ۶۷۱ھ) کی تالیف الجامع الاحکام القرآن غالباً اس موضوع پر سب سے عمدہ تالیف ہے۔ (۲۷)

شافعی علماء میں سے شہاب الدین ابو العباس احمد بن یوسف حلبی (م ۷۵۶ھ) نے جو السمین کے نام سے معروف تھے' ایک تفسیر القول الوجیز فی احکام الکتاب العزیز کے نام سے لکھی۔ (۲۸)

دمشق کے حنفی قاضی محمود بن احمد بن مسعود القونوی (م ۷۷۷ھ) نے فقہ' عقیدہ' اصول فقہ' وغیرہ پر متعدد کتابیں لکھیں۔ ان کی ایک کتاب تلخیص احکام القرآن کے نام سے موسوم ہے۔ (۲۹)

علاء الدین علی بن محمد الشافعی (م ۸۶۲) نے کنز الرحمٰن فی احکام القرآن کے نام سے دس بڑی جلدوں میں ایک کتاب تالیف کی۔ (۳۰) شافعی علماء میں ہی علی بن عبد اللہ بن محمود شنسفکی (نویں صدی ہجری) نے احکام الکتاب المبین (۳۱) اور جلال الدین سیوطی (م ۹۱۱ھ) نے الاکلیل فی استنباط التنزیل کے نام سے ایک فقہی تفسیر لکھی۔ (۳۲)

شیعہ علماء میں سے زیدیہ نے اپنے فقہی نقطۂ نظر کے حوالے سے درج ذیل تفاسیر مدون کی ہیں :

۱۔ حسین بن احمد النجری (آٹھویں صدی ہجری) نے شرح الخمس مائۃ آیۃ تحریر کی۔ (۳۳)

۲۔ شمس الدین بن یوسف (نویں صدی ہجری) نے الثمرات الیانعہ (۳۴) لکھی۔

۳۔ محمد بن حسین بن قاسم (گیارہویں صدی ہجری) نے منتہی المرام شرح آیات الاحکام مرتب کی۔ (۳۵)

شیعہ امامیہ میں سے مقداد السیوری (آٹھویں صدی ہجری) نے کنز العرفان تحریر کی۔ (۳۶)

گیارہویں صدی ہجری کے علمائے برصغیر میں احمد بن ابو سعید ملا جیون نے التفسیرات الاحمدیہ کے نام سے ایک فقہی تفسیر مرتب کی۔ (۳۷)

نواب صدیق حسن خان نے نیل المرام فی تفسیر آیات الاحکام کے نام سے ایک کتاب لکھی۔ نیز محمد سائس اور شیخ مناع القطان نے تفسیر آیات الاحکام کے نام سے اپنے لیکچرز مرتب کئے۔ شیخ محمد الشنقیطی نے اضواء البیان فی تفسیر آیات الاحکام مدون کی۔ لیکچرز کے انداز پر لکھی گئی کتابوں میں سے سب سے اہم تالیف استاد محمد علی الصابونی کی روائع البیان ' تفسیر آیات الاحکام من القرآن ہے ' جو دو جلدوں پر مشتمل ہے۔ (۳۸)

پاکستان میں قانون سازی کی ضرورتوں کے پیش نظر مولانا اشرف علی تھانوی نے مولانا ظفر احمد عثمانی ' مولانا مفتی محمد شفیع ' مولانا محمد ادریس کاندھلوی اور مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی کو فقہ حنفی کے مطابق احکام القرآن کے نام سے فقہی احکام سے متعلق آیات کی تفسیر لکھنے کا کام تفویض کیا جو مختلف وقفوں کے ساتھ جاری رہا اور اب تکمیل کو پہنچ چکا ہے۔

تفسیری ادب میں دیگر متعدد ایسی تفاسیر موجود ہیں جن میں قرآن حکیم کے فقہی احکام ' صحابہ ' تابعین اور ائمہ مجتہدین کے فقہی اختلافات اور ان کے دلائل بہت تفصیل سے بیان کئے گئے ہیں۔ اس سلسلے میں عربی تفاسیر میں امام رازی کی مفاتیح الغیب جو تفسیر کبیر کے نام سے مشہور ہے اور محمود آلوسی کی روح المعانی بطور خاص قابل ذکر ہیں۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی کی مشہور تفسیر "تفسیر مظہری" فقہی مباحث کے بیش بہا ذخیرہ کی حامل ہے۔ قاضی صاحب طویل عرصہ تک منصب قضا پر فائز رہے اس لئے قوانین کی تنفیذ میں پیش آنے والی پیچیدگیوں پر ان کی بہت گہری نظر ہے اور ان کی تفسیر میں بالعموم فقہ حنفی کی ترجیح کے ساتھ ساتھ عملی دشواریاں دور کرنے کے لئے دوسرے ائمہ کی فقہ سے استفادے کی روایت بہت نمایاں ہے۔

اردو میں مفتی محمد شفیع نے معارف القرآن اور سید ابوالاعلیٰ مودودی نے تفہیم القرآن کی بعد کی مجلدات میں فقہی مباحث اور قرآن حکیم سے مستنبط فقہی احکام کو بطور خاص موضوع بحث بنایا ہے۔ محمد عمر عثمانی نے فقہ القرآن کے نام سے ایک وقیع کتاب تالیف کی ہے' تاہم اس میں حدیث کے بارے میں مؤلف کے مخصوص انداز فکر سے جمہور اہل علم کو اتفاق نہیں ہے۔

اس مختصر جائزے سے اندازہ ہوتا ہے کہ قرآن حکیم سے استدلال و استنباط احکام کا جو سلسلہ عہد صحابہ سے شروع ہوا تھا وہ قرناً بعد قرن ترقی کرتا رہا۔ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ مسلمانوں کے دورِ انحطاط میں اس موضوع پر وقیع علمی لٹریچر نہیں آیا اور قرطبی کی الجامع لاحکام القرآن کے بعد اس میں ارتقاء کا عمل رک گیا ہے۔ محمد علی الصابونی کی تالیف میں دورِ حاضر کے تقاضوں اور عصر جدید کی فکر کی ہلکی سی جھلک نظر آتی ہے' لیکن واقعہ یہ ہے کہ انسانی تمدن کی ترقی نے گوناں گوں ایسے مسائل پیدا کر دیئے ہیں جن کے حل کے لئے قرآنی آیات پر از سرنو غور و تدبر کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ قرآن ہی انسانی مسائل کا حل ہے اور اس کے بارے میں نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے ((لا تنقضی عجائبہ)) "قرآنی عجائبات ختم نہیں ہوں گے" ((ولا یخلق عن کثرۃ الرد)) "بار بار دہرائے جانے سے یہ کبھی پرانا نہیں ہوگا" نئے عہد کے تقاضوں کی تکمیل اور نئے پیش آمدہ مسائل کے حل کے لئے ایک بار پھر قرآن حکیم کے گہرے مطالعے کی ضرورت ہے۔

فطرت کا اصول ارتقاء یہ ہے کہ دو مختلف چیزوں کو باہم ایک دوسرے سے متعلق کر کے نئے نتائج پیدا کرتی ہے۔ جب تک کوئی چیز خواہ وہ کتنی ہی عمدہ کیوں نہ ہو اپنا تنہا وجود برقرار رکھنے پر اصرار کرے گی اور کسی دوسری چیز سے متعلق نہیں ہو پائے گی مفید اور نتیجہ خیز نہیں ہو سکتی۔ بالفرض زمین اپنے آپ کو پانی سے الگ کر لے اور پانی زمین کو سیراب کرنے سے بے نیاز ہو جائے تو کرۂ ارض مکمل طور پر بے برگ و بار اور لق و دق صحرا میں تبدیل ہو کر زندگی کے آثار سے محروم ہو جائے گا۔ یہی بات الہامی ہدایات کے بارے میں بھی درست ہے۔ الہامی ہدایات انسانوں کے زندہ اور موجود مسائل کو حل کرنے کا ذریعہ ہیں۔ آج ہم گوناگوں مسائل سے دوچار ہیں۔ دوسری طرف قرآن حکیم

کی صورت میں ہمارے پاس الہامی ہدایت کا ایک بے پایاں سرچشمہ موجود ہے لیکن افسوس ناک امر یہ ہے کہ وہ افراد جو دورِ حاضر کے زندہ اور پیچیدہ مسائل سے آگاہی رکھتے ہیں وہ قرآن میں غواصی کر کے ہدایت کے موتی تلاش کرنے کے فن سے ناآشنا ہیں اور جو اہل علم قرآن کی تعلیمات پر عبور رکھتے ہیں وہ دورِ حاضر کے مسائل کے ادراک کی فکر سے بے نیاز ہیں۔ جب تک ہم ان دو طبقوں کو یکجانہ کرلیں یا ایسے افراد نہ پیدا کرلیں جو انسانی زندگی کے پیچیدہ مسائل سے کماحقہ آگاہ ہوں اور قرآن حکیم میں کامل بصیرت رکھتے ہوں قرآن کے چشمہ صافی سے فیض یاب ہونے کی راہیں نہیں کھل سکیں گی۔

(جاری ہے)

## حوالہ جات' حواشی و تعلیقات

(۱) محمد بن حسن الشیبانی 'الامام' موطاامام محمد 'مکتبہ رحیمیہ دیوبند' ۲۴۹-۲۵۰

(۲) الجصاص' ابوبکر' احمد بن علی الرازی' احکام القرآن' لاہور ۱۹۹۱' ۱ : ۴۱۵

(۳) الجصاص' ۱ : ۶۳۴

(۴) القرآن' الانفال ۸ : ۴۱)

(۵) ابویوسف' الامام 'کتاب الخراج' القاہرہ ۱۳۸۲ : ۲۰ شاہ ولی اللہ 'فقہ عمر' لاہور ۱۹۸۷' ۲۶۱-۲۶۴

(۶) السیوطی' جلال الدین عبدالرحمٰن' الاتقان فی علوم القرآن' القاہرہ ۱۹۳۵' ۲ : ۱۸۹)

(۷) تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو ذہبی' محمد حسین' التفسیر والمفسرون' القاہرہ ۱۹۷۶' ۱ : ۹۹-۱۳۹

(۸) مذاہب کی تفصیلات' اصول' کتب اور نامور علماء پر اسلامی ادبیات کی لائبریری میں بہت بڑا ذخیرہ موجود ہے۔ اس مقام پر اس کی تفصیل کی ضرورت ہے نہ موقع۔

(۹) مشہور محدث زاہد الکوثری نے امام شافعی کی احکام القرآن کی اشاعت کا اہتمام کیا۔

(۱۰) ابن العماد' عبدالحی الحنبلی' شذرات الذہب فی اخبار من ذہب' القاہرہ ۱۳۵۱' ۲ : ۸ : الزرکلی' خیرالدین' الاعلام' بیروت ۱۹۶۹' ۹ : ۱۷۰

(۱۱) ذہبی' محمد بن احمد بن عثمان' تذکرۃ الحفاظ' حیدر آباد دکن : ۱۳۳۳' ۲ : ۸ : ایضاً' میزان الاعتدال فی نقد الرجال' مصر ۱۳۲۵' ۱ : ۱۵ : الندیم (الفہرست' طہران ۱۹۱۷' ۴۱) نے غلطی سے انہیں دو مختلف افراد سمجھ کر ان کا ایک مقام پر ابو ثور اور دوسرے پر الکلبی کے طور پر ذکر کیا ہے۔

(۱۲) ابن خلکان' احمد بن محمد' وفیات الاعیان وانباء ابناء الزمان' بیروت ۱۹۷۲' ۲ : ۲۱۷ : وکیع' محمد بن خلف اخبار القضاۃ' القاہرہ ۱۳۶۶' ۲ : ۱۹۱ ـ ۱۶۷ ابن ابی یعلی' طبقات الحنابلہ دمشق ۱۳۵۰' ۱ : ۴۱۰' القرشی' عبدالقادر بن محمد' الجواہر المضیۃ فی طبقات الحنفیہ' حیدر آباد دکن : ۱۳۳۲'

(۱۳) ذہبی' تذکرۃ الحفاظ' ۲ : ۳۳۳ : العسقلانی' ابن حجر' تہذیب التھذیب' حیدر آباد دکن ۱۳۲۵' ۷ : ۲۹۳ : الزرکلی' ۵ : ۷۷

(۱۴) النباھی' علی بن عبداللہ' تاریخ قضاۃ الاندلس' القاہرہ ۱۹۴۸' ۳۳ : خطیب بغدادی' تاریخ بغداد' مصر ۱۳۴۹' ۲ : ۳۸۴ : ابن فرحون' ابراہیم بن علی' الدیباج المذہب فی معرفۃ اعیان المذہب' مصر ۱۳۵۱' ۹۲

(۱۵) کحالہ' عمر رضا' معجم المولفین' بیروت ۱۹۵۷' ۲ : ۱۸۱ : ذہبی' سیر اعلام النبلاء' بیروت ۱۹۸۲' ۹ : ۵۱۹ : ابن العماد' ۲ : ۹۵-۹۶

(۱۶) القرشی' ۱ : ۳۸۰ : حاجی خلیفہ' کشف الظنون' استانبول ۱۹۴۱' ۲۰

(۱۷) ابن خلکان' ۱ : ۱۹ : ابن کثیر' اسماعیل بن عمر' البدایۃ والنہایہ' مکتبہ المعارف' بیروت : ۱۹۷۷ : ۱۱ : ۱۷۴

(۱۸) الندیم' محمد بن اسحاق' کتاب الفہرست' ۲ : ۲۷۳ (۱۹) ایضاً' ۲ : ۲۸۷

(۲۰) السیوطی' بغیۃ الوعاۃ فی طبقات اللغویین والنحاۃ' مصر ۱۳۲۶' ۹۶ : ذہبی' تذکرۃ الحفاظ ۳ : ۶۷ المقری' احمد بن محمد' نفح الطیب : بیروت ۱۹۶۸م ۱ : ۳۵' ۳۹۳

(۲۱) ابن الفرضی' عبداللہ بن یوسف' تاریخ علماء الاندلس' میڈرڈ ۱۸۹۰' ۲ : ۱۷ : الحموی' یاقوت' ارشاد الاریب' مصر ۱۹۰۷' ۷ : ۱۷۸-۱۸۵

(۲۲) الجصاص کی احکام القرآن پر تفصیلی تبصرے کے لئے آئندہ اقساط کا انتظار فرمایئے

(۲۳) السیوطی' بغیۃ الوعاۃ' ۹۶ ابن خلکان' ۲ : ۱۲۰' طاش کبریٰ زادہ' مفتاح السعادۃ' حیدر آباد دکن ۱۳۲۹' ۱ : ۴۱۸

(۲۴) مفصل تبصرے کے لئے انتظار فرمایئے (۲۵) ایضاً

(۲۶) البغدادی' اسماعیل پاشا' ہدیۃ العارفین' استانبول ۱۹۵۵' ۱ : ۶۳۰

(۲۷) مفصل تبصرے کے لئے انتظار فرمایئے

(۲۸) مولف کے ہاتھ کا لکھا ہوا نسخہ الازہر لائبریری میں محفوظ ہے۔

(باقی صفحہ ۳۴ پر ملاحظہ کیجئے)